# برما (رنگون) کے علماء کرام کا قادیانیت کے محاذ پر کام

## اور تازہ ترین صورت حال کا جائزہ

سہیل باوا، لندن

جب سے دنیا وجود میں آئی ہے حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی جاری ہے، خاتم النبیین، نبی آخر الزماں، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری بھی دراصل اسی معرکۂ حق و باطل کا ایک سلسلہ ہے۔ تاریخ کے اوراق کو پلٹیں، ماضی کے دریچوں کو وا کریں تو اس حقیقت کا بخوبی ادراک ہو جائے گا کہ دنیا میں اگر کچھ ہے تو وہ یہی سچ اور جھوٹ کی جنگ ہے جس کو لڑتے ہوئے امام احمد بن حنبل نے کوڑے کھائے تھے، جس کی پاداش میں امام ابوحنیفہ کو پس دیوارِ زنداں دھکیل دیا گیا تھا۔ وہ حق ہی تو تھا جس کو بولنے کے جرم میں زنیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھیں نکال دی گئیں، حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی، احد کے دامن میں، بدر کے میدان میں، تبوک کی وادی میں آج بھی ان حق کے متوالوں کی خوشبو آتی ہے جن کو نیزوں میں پرو دیا گیا مگر حق پرسے کوئی ان کے یقین کو متزلزل نہ کر سکا۔

جب جب باطل نے اپنا زور دکھایا ہے، اہل حق دیوانہ وار نکلے ہیں اور پھر کون بوڑھا اور کیسا جوان، کون امیر اور کیسا مفلس ہر ایک نے حق کیلئے اپنا سب کچھ لٹا دیا، باطل کی شان و شوکت حق والوں کا کبھی کچھ نہیں بگاڑ سکی، حق و باطل کے اس معرکے میں اہل حق نے نہ زمیں دیکھی نہ زماں، دجل کی طاقت کی پرواہ بھلا ان حق والوں نے کی ہی کب ہے؟ چناں چہ جب قادیان کے بت کدے سے ابلیس کے پیروکاروں نے گمراہی کا پرچار شروع کیا تو مشرق، مغرب، شمال، جنوب غرض دنیا کے ہر کونے میں ایک شور بپا ہو گیا۔ اب کی بار باطل ایک طاقتور روپ میں آیا تھا مگر حق والے بھی کچھ کم نہیں تھے اور پھر ایک ایسے معرکے کا آغاز ہوا جس نے جرأت و ہمت اور شجاعت کے ان تذکروں کو ایسے زندہ کیا جو ایک ایسی سچی داستان بن گئی، جس کی نظیر پیش کر کے آج کے دور میں اہل حق اپنے پیشرووں کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان میں قادیانیوں کے لشکر کو الٹنے کے لیے سرخ پوش احرار کمربستہ ہو گئے، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قادیانیوں بتکدوں کے سامنے اذانِ حق دینے لگے، قادیانی بدکے، انہوں نے دنیا کے دیگر خطوں کا رخ کرنا شروع کر دیا اور جب پاکستان میں قادیانیوں کی بساط مکمل طور پر لپیٹ دی گئی تو ان کے پاس کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ یہ کسی اور زمین کو اپنا تختۂ مشق بنائیں مگر قادیانی شاید معرکۂ حق و باطل سے ناواقف تھے چناں چہ یہ جہاں جہاں گئے، وہاں کے اہل حق نے ان کے بڑھتے قدموں کو روک دیا، یہی حال قادیانیوں کا برما میں بھی ہوا، جب ہر طرف سے اپنے منہ پر سیاہی مل کر یہ نا کام ٹولہ برما پہنچا تو اہل حق کی ایک فوج ان کے استقبال کے لیے موجود تھی۔

برما کے دارالحکومت رنگون میں اہل اسلام اور قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے درمیان پہلا معرکہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں ہوا، جو کچھ یوں تھا کہ خواجہ کمال الدین نامی قادیانی نے رنگون کے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ''تبلیغ اسلام'' اور ''قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت'' کے نام پر رنگون کے مسلمانوں سے چندہ بٹورنے کا عزم لے کر رنگون کا رخ کیا اور سر عبدالکریم جمال (جو رنگون کا ایک دولت مند رئیس تھا) کے گھر مہمان بنا تو رنگون شہر میں مقیم ''سورتی تاجروں'' اور جمعیت علماء کے ذمہ داروں کی دعوت پر مولانا عبدالشکور لکھنویؒ بھی تشریف لے آئے اور رنگون شہر میں اہل اسلام اور قادیانی پارٹی کے رہنما خواجہ کمال الدین کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا۔ پے در پے اشتہار شائع ہوئے، لٹریچر تقسیم ہوا، جلسے منعقد ہوئے، گویا پورا شہر ''ختم نبوت زندہ باد کے نعروں'' سے گونج اُٹھا۔ قادیانیت اور اُن کے عقیدے کے سلسلے میں عام بیداری پیدا ہوئی، مسلمان سمجھ گئے کہ قادیانیت دراصل کفر کا نام ہے۔ جمعیۃ علماء نے خواجہ کمال الدین کو مناظرہ کا کھلا چیلنج دیا۔ خواجہ جی سے نا تو اشتہارات اور لٹریچر کا جواب بن پڑا، نہ ہی مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے ساتھ مناظرہ کرنے کی ہمت وجرأت ہوئی بلکہ رنگون سے بڑی ذلت ورسوائی سے فرار ہوا۔

یہاں اہل حق کا کردار ادا کرنے والوں میں سورتی تاجر پیش پیش تھے، چوں کہ موضوع اہل حق ہیں لہٰذا ان سورتی تاجروں کی مختصر سی تاریخ کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ رنگون کے ''سورتی تاجران'' تقریباً ۱۸ ویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم تاجر کاروبار اور ملازمت ومزدوری کے سلسلے میں برما آئے تھے۔ ان میں ہندوستان کے صوبہ گجرات ضلع ''سورت'' سے بھی ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی وہاں گئی اور آباد ہو گئی۔ رنگون شہر وسطی تجارتی علاقہ میں تقریباً سارا کاروبار ہی ''سورتی تاجران'' کے ہاتھوں میں تھا۔ اُنہوں نے ہی رنگون شہر کے وسط میں ایک بڑی مسجد ''سورتی سنی جامع مسجد'' تعمیر کی تھی۔ مدارس قائم کئے اور ''جمعیۃ علماء'' کی تنظیم بھی قائم کی۔

''سورتی تاجران'' کے کچھ خاندان تقسیم ملک کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان میں بھی منتقل ہوئے تھے، اور کچھ برما چلے گئے تھے۔ انہی حضرات میں ایک نمایاں شخصیت عالمی مبلغ ختم نبوت حضرت حاجی عبدالرحمٰن باوا صاحب بھی ہیں۔ راقم الحروف کا تعلق بھی ''سورتی'' برادری سے ہے اور حضرت والد محترم کی پیدائش بھی سورت کی ہی ہے، کچھ عرصہ والد صاحب نے رنگون شہر میں گذارا تھا اور ہمارا خاندان اس وقت سے تجارت کی غرض سے پوری دنیا برما، بنگلہ دیش، پاکستان، برطانیہ، امریکہ اور کنیڈا میں مقیم ہے۔

لاہوری پارٹی کی یہ پہلی یلغار تھی جو مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اور جمعیۃ العلماء کی جدوجہد کے ذریعے ناکام بنادی گئی۔ دوسری بار قادیانیوں کی ''محمودی پارٹی'' نے حضرت والد محترم کے مطابق غالباً ۱۹۵۹ء-۱۹۶۰ء میں یلغار کی تھی۔ ''محمودی پارٹی'' کے مقامی سربراہ کا نام ''خواجہ بشیر احمد'' تھا۔ اس نے وہاں کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا منصوبہ تیار کیا۔ ماہنامہ ''البشریٰ'' رسالہ رنگون سے جاری کیا۔ اردو اخبارات کے ذریعے اپنا پروپگنڈا کیا، لٹریچر کی اشاعت کی۔ اس وقت جمعیۃ علماء برما میدان عمل میں آئی جس کی قیادت مولانا ابراہیم مظاہریؒ، مفتی محمودؒ (مفتی اعظم برما) مفتی اسماعیل گورا، مولانا عبدالولی مظاہریؒ کر رہے تھے۔ حضرت والد صاحب کی عمر ۱۸ سال کی تھی، وہ علماء کرام کی زیر سرپرستی میدان عمل میں کود پڑے۔ یہیں سے حضرت والد صاحب نے تحفظ ختم

نبوت کے کام کا آغاز کیا تھا۔ آج بھی الحمدللہ پیرانہ سالی کے باوجود اسی ولولے کے ساتھ عظیم مقدس مشن سے وابستہ ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے میدان عمل میں کھڑے ہیں دراصل اُنہی علماء کرام کی تربیت وتوجہ کا نتیجہ تھا کہ جب رنگون شہر میں جمعیۃ علماء کے ذمہ داران نے ”مجلس ختم نبوت“ کی تشکیل کی تو مفتی اسماعیل گورا رحمۃ اللہ جیسے جید مفتی کا بحیثیت صدر انتخاب اور حضرت والد صاحب کو ”جنرل سیکریٹری“ جیسا عہدہ دیا گیا۔ پھر علماء کرام کے مشورہ سے حضرت والد صاحب نے ۱۹۶۰ میں ماہنامہ ”ختم نبوت“ کا اجراء کیا۔
بہرحال برما کے علمائے حق کی اس جدوجہد کے نتیجے میں قادیانیت کی سرگرمیوں کو ناکام بنادیا گیا۔ انہی ایام میں لاہوری پارٹی کا ایک رکن ”ڈاکٹر این اے خان“ قادیانی تھا، نابینا ہونے کے باوجود کسی سے مضامین لکھوا کر شائع کر کے تقسیم کرتا اور علماء کرام کو خطوط لکھواتا رہتا۔ جب مر گیا تو خفیہ طور پر مسلمانوں کے قبرستان میں اس کے لیے قبر کھودی گئی۔ اس کو غسل دینے کے لیے ایک مسجد کے مؤذن صاحب کا انتظام کیا گیا۔ اس نے لاعلمی میں ”ڈاکٹر این اے خان“ کی لاش کو غسل دیا۔ بہرحال جمعیۃ علماء برما حرکت میں آئی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ مولانا ابراہیم مظاہریؒ کے حکم پر حضرت والد محترم نے مسلم قبرستانوں کا دورہ کیا اور قبرستان کی کمیٹیوں کے ذمہ داران کو بتایا کہ کسی شخص کی تدفین سے قبل پوری طرح تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ قادیانیوں کی لاش، مسلم قبرستان میں دفن ہونے نہ پائے۔ قادیانیوں نے نام نہاد تبلیغ کے نام پر وہی ڈارمہ جو پوری دنیا میں اپنی جماعت کے نادان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے شروع کیا ہوا ہے۔ ایک بار پھر برما کے دارالحکومت رنگون میں پہلے معرکے کی ناکامی کے ۹۱ سال اور دوسری ناکامی کے ۵۱ سال بعد پھر شروع کیا۔ مارچ 2012ء میں قادیانی گروہ نے سیرت کے عنوان پر جلسہ اور اشتہاری مہم اور غریب مسلمانوں کی امداد کے نام پر اپنی سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے، شاید قادیانی گروہ کو اپنے باپ دادا کی شکست وفرار کی تاریخ یاد نہیں یا وہ بھول گئے ہیں کہ ایک بار پھر برما میں قادیانی پارٹی ذلت ورسوائی کے دروازے کو دستک دینے جا رہی ہے۔ قادیانیوں کی برما میں تبلیغی سرگرمیوں کے بعد جمعیت علماء برما میں شامل تمام جید علماء کرام، شیخ مفتی قاری محمد یوسف اسعدی حفظہ اللہ (ناظم جامعہ اسعدیہ رنگون) مولانا شمس الضحیٰ (ناظم جامعہ صوفیہ، جمیعت علماءِ اسلام رنگون) مفتی حافظ یحییٰ سورتی (امام وخطیب سورتی سنی جامع مسجد، رنگون) مولانا محمد یونس صاحب (جامعہ اسعدیہ، رنگون) مفتی محمد جمیل (جامعہ دارالعلوم، رنگون) مفتی نور محمد (امام وخطیب سورتی سنی جامع مسجد، رنگون) نے قادیانیوں کے بارے میں تازہ متفقہ فیصلہ برمی زبان میں جاری کیا ہے۔ ان علماء اکرام نے اس فیصلہ میں کہا کہ قادیانیوں کا عقیدہ واضح طور پر قرآن اور حدیث کے منافی ہے، اس لیے بالاتفاق ملک برما اور دنیا بھر کے علماء اسلام نے قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام کے خارج ہونے کا بہت پہلے فیصلہ کر دیا تھا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے بھی قادیانی (احمدی) جماعت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود بھی ہر زمانے میں ملک برما کے اکابر علماء اسلام قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی اطلاع دیتے آ رہے ہیں۔ اور اس تازہ فیصلہ میں کہا گیا کہ برما میں قادیانیوں کے لئے قبرستان کا الگ ہونا یہ بھی قادیانی جماعت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی ایک دلیل اور نشانی ہے، پورے برما کے تمام علماء اکرام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی پرامن جدجہد جاری رکھنے کا بھی عزم کیا ہے۔